ماننا خلافِ شریعت ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ عقل کے خلاف، یا عقل سے متصادم ہونا ایک بات ہے، اور عقل سے بالاتر ہوتا یا سمجھ میں نہ آنا دوسری بات (شریعت کے کسی حکم کا عقل کے خلاف نہونا، اوپر بیان ہوا ہے۔ عقل سے بالاتر ہونے کی نفی کی گئی ہے) اسی کے ساتھ اور اسی سے متعلق ایک اور ضروری امر کا ملحوظ رکھنا بھی ناگزیر ہے وہ یہ کہ کسی چیز کے عقلِ صریح اور ہدایت کے خلاف ہونے کا فیصلہ کرنا بہت نازک کام ہے اس وجہ سے عوام اور (خاص طور پر) عقلیت زدہ لوگوں کو تو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ دیں اور اسے معیار بنایا جائے، اگر ایسا ہوا تو پھر شاید شریعت کے بہت کم احکام واوامر ایسے باقی بچیں گے جو عقل، کی سان پر چڑھا کر غیر معقول نہ قرار دئے جاسکیں یا ان میں کتر بیونت کرکے انھیں مسخ کرنے کی کوشش نہ کی جاسکے: بنا بریں یہ بہت ضروری ہے کہ اس بارے میں فیصلہ کرنے کا حق تنہا ان حضرات کی جماعت کو فرد کو دیا جائے جو ایک طرف علم صحیح میں رسوخ رکھتے ہوں دوسری طرف انھیں عقل سلیم سے بھی حصۂ وافر ملا ہو اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسئولیت عند اللہ اور آخرت کی جواب دہی کا نہ صرف انہیں یقین ہو بلکہ ہر وقت اس کا استحضار رہتا ہو!

یہ حقیقت شرعاً بھی تسلیم شدہ ہے کہ عقلاً جو بات ممکن نہ ہو یعنی محالات کے قبیل سے ہو۔ اس میں کسی ثقہ کی روایت یا شہادت بھی معتبر نہیں ہوتی بلکہ اس بات کے مردود اور نامعقول ہونے کی یہ ایک اہم علامت قرار دی جاتی ہے، چنانچہ اصول حدیث کی تمام اہم اور معتبر کتابوں میں ایک اصول یہ بھی بتایا گیا ہے۔

(مثلاً مشہور حافظ حدیث ابن حجر کی شہرۂ آفاق کتاب "شرح نخبۃ الفکر" میں موضوع حدیث کی پہچان بتاتے ہوئے کہا گیا ہے) "من القرائن التی یدرک بہا الوضع ما یؤخذ من حال الراوی ومنہا ما یؤخذ حال المروی کأن یکون مناقضا لنص القرآن او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی او صریح العقل" اس اصول کی روشنی میں یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ اگر کوئی ثقہ شخص بھی ہلال کی رویت پر ایسی صورت میں گواہی دیتا ہے جبکہ عقلاً رویت محال ہو تو اس کی گواہی رد کردی جائے گی، اور عقل کے تقاضے پر عمل ہوگا۔ اصولِ ہیئت اور فلکیاتی مشاہدہ کی روسے یہ بات مسلم ہے کہ چاند ہر مہینہ کے آخر میں کچھ دیر کے لئے بالکل سورج کے محاذی ہوجاتا ہے۔ (اسے قران شمس وقمر کہا جاتا ہے) اس وقت اس کی رویت ناممکن ہوتی ہے پھر تدریجاً اس کی محاذات سے وہ علیحدہ ہوجاتا ہے علیحدگی کے کم سے کم ۱۷ گھنٹے بعد یہ ممکن ہوتا ہے کہ چاند نظر آسکے۔ چاند جب سورج کے محاذی ہوکر ذرا آگے بڑھتا ہے یا محاذی ہوتا ہے تو اسے انگریزی میں "NEW MOON" اور عربی میں ولادت قمر (یا تولید قمر) کہا جاتا ہے چنانچہ فقہا نے بھی یہی تعبیر اختیار کی ہے (مثلاً دیکھئے فقہ حنفی کی مشہور کتاب شامی ص ۲۸۹ ج ۱)

مزید یہ کہ مسلسل مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اس کے خلاف سالہا سال عرصہ میں ایک بار بھی کوئی واقعہ نہیں ہوا کہ NEW MOON (ولادت قمر) کے کم سے کم ۱۷ گھنٹے بعد چاند قابلِ رویت ہوتا ہے (بلکہ عموماً بیس بائیس گھنٹے بعد) ظاہر ہے کہ قابلِ رویت ہونے کے بعد ہی اس کی رویت ممکن ہے اس سے قبل نہیں یہ بات متعدد سائنسدانوں نے کہی ہے جن میں بعض دیندار مسلمان سائنسداں بھی ہیں۔ مثلاً پروفیسر محمد الیاس صاحب پروفیسر ملیشیا سائنس

یونیورسٹی جو اس لائن کے دنیا بھر میں تسلیم شدہ ماہر ہیں اور جنہوں نے ایک ضخیم کتاب بھی انگریزی میں اسی موضوع پر لکھی ہے جس پر گرین، ویچ، رسالہ کے نائب ایڈیٹر نے بھی اچھی ڈرسے دی ہے۔ کتاب کا نام ہے A. MODERN
GUIDE TO ASTRONOMICAL CALCULATIONS OF ISLAMIC
CALENDAR ۔

یہ حقیقت مسلسل مشاہدہ کی بنیاد پر ہی تسلیم کی گئی ہے اور اس کا ذکر بعض فقہاء کے یہاں بھی ملتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ اگر کہیں یا کبھی کوئی شخص چاند کی ولادت سے قبل یا چاند کی ولادت کے بعد گھنٹے کے اندر چاند دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ گویا ایک محال امر کا دعویٰ کرتا ہے جس کی بنا پر اس کا دعویٰ مردود اور ناقابل قبول ہوگا اور پھر شرح نخبہ کے حوالے سے مذکورہ قاعدہ کی رو سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ دعویٰ بداہت کے خلاف ہوگا۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ ہر سال گرین ویچ کی طرف سے شائع کردہ کیلنڈر میں " NEWMOON " کا وقت (وہاں کے معیاری وقت کے لحاظ سے یا حسابی اور مشاہدات بنیاد پر) شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور حسابی اندازے سے پیشگی بھی اس کا یقینی تعین (ولادت قمر کا، نہ کہ رؤیت کا تعین) ممکن ہے چنانچہ پروفیسر الیاس صاحب مذکور نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں سو سال کا کیلنڈر شائع کر دیا ہے، جس میں تقریباً ہر علاقہ کے طول البلد اور عرض البلد کی بنیاد پر بنا کر اس میں ہونے والے " NEWMOON " کے وقت کا تعین ... درمنٹ کی تحدید کے ساتھ کر دیا ہے جس کے خلاف ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ (اب تک کے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر) لیکن جیسا کہ مضمون ... میں گذرا۔ اس کی بنیاد پر مہینہ کی آمد کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اہل فن کے اقوال کی تائید

اہل فن کہتے ہیں کہ حساب (شمس و قمر کے رفتار کی بابت حساب) قطعی اور یقینی ہوتا ہے، اس کی فی الجملہ تائید قرآن مجید کی بعض آیات سے ہوتی ہے بلکہ یہ قول ان آیات سے مستفاد معلوم ہوتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے۔

"وسخر الشمس والقمر کل یجری لأجل مسمیٰ" (سورۃ الرعد ع۲)

"الشمس والقمر بحسبان" (سورۃ الرحمٰن ع۱) "والقمر قدرناہ منازل" (سورۃ ابراھیم ع۲۳)

ان آیات کی تفسیر میں محقق علماء کے جو اقوال ملتے ہیں ان سے اس پہلو کی مزید تائید و تقویت ہوتی ہے مثلاً محقق کبیر علامہ شوکانیؒ نے فتح القدیر میں "الشمس والقمر بحسبان" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے "بحسبان بمعنی حساب ... وسیرھما علی تقدیر لا یزید ولا ینقص لمنافع عبادہ بذالک علی عظیم قدرتہ وبدیع صنعہ" (سورۃ الانعام ... ج/۲) اسی طرح موصوف نے ایک دوسری آیت "کل یجری إلی اجل مسمی" (الرعد ۲) کی تفسیر میں کہا ہے۔ "المراد بالاجل درجاتھما ومنازلھما التی تنتھیان الیھا لا یجاوزانھا (فتح القدیر ص۶۴ ج/۳)

انھوں نے ہی ایک دوسری آیت "الشمس والقمر بحسبان" (الرحمٰن) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے "ای یجریان بحساب ومنازل لا یعدوانھا ولا ... عنھا ... یعنی ان بھما تحسب الاوقات والآجال والاعمار" (فتح القدیر ص۱۳ ج/۵) ایک اور آیت "قدرناہ منازل" کے ذیل میں لکھا ہے "ای قدرنا مسیرہ منازل القمر ھی المسافۃ

التی یقطعھا فی یوم ولیلۃ بحرکۃ الخاصۃ ۔ ینزل القمر کل لیلۃ لا یتخطاھا رفتم ص۲۵ ج ۳)

بنابریں اگر ایسی صورت میں کوئی شخص چاند دیکھنے کی بات کہتا ہے جبکہ [illegible] نظر آنا یعنی حسابی طور پر دیکھا جاسکتا ممکن نہ ہو تو ہی کہلانا ضروری [illegible] شخص کو وہم ہوا (اگر یہ جھوٹ نہیں بول رہا ہے) اور بعض مرتبہ ایسے اشخاص [illegible] اپنے وہم کا اقرار بھی کرلیا ہے۔ اسکے قریب قریب ایک واقعہ خیر القرون میں [illegible] پیش آچکا ہے۔ جس میں قاضی شریحؒ نے ایک نہایت قابل احترام شخصیت [illegible] کی رویت کو واہمہ قرار دیا تھا اور اس کے لئے نہایت عقلمند انہ تدبیر کی تھی جس سے شاہد نے خود اپنے وہم کا اقرار کرلیا تھا، اور بھی متعدد واقعات [illegible] جوہری نے اپنے رسالہ "مسئلہ رویت الہلال" میں لکھے ہیں ایک [illegible] پچاس سال قبل (۱۳۲۵ھ) کا لکھا ہے کہ جس میں شہادت کے [illegible] سے غلط ثابت ہونے پر اسے شہادت دینے والوں کے وہم یا کذب [illegible] گیا اور شہادت رد کردی گئی۔

[illegible] یہ کہ حسابی طور پر یعنی دیندار، فن کے ماہرین کے متفقہ اقوال کی [illegible] اگر کوئی شہادت غلط ثابت ہو جائے تو اسے رد کر دینا چاہیئے کیونکہ [illegible] یا مکذوب ہے یا موہوم ۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے سوانح نگاروں کی غلطیاں اور اُن کی اصلاح

ڈاکٹر فضل الرحمٰن مصباحی مبارکپوری، (لکچرر طبیہ کالج، نئی دہلی)

آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج (دہلی یونیورسٹی) نئی دہلی کے سالانہ میگزین ۸۱-۸۲ء میں مندکرہ بالا عنوان کے تحت مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم کی مختصر سوانح حیات شائع ہوئی ہے۔ یہ مضمون اس اعتبار سے بہت دقیع ہے کہ اس کے مرتب حکیم سید کمال الدین ہمدانی پروفیسر اے کے طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ہیں اس لئے مجھے احساس ذمہ داری نے مجبور کیا کہ اس کے چند محل نظر مقامات کی نشاندہی کر دوں تاکہ صحیح صورت واضح ہو جائے۔

تاریخ و تذکرہ نگاری ایسا فن ہے جس میں دیانت کے ساتھ واقعات و حوادث کو منضبط تحریر میں لانا نہایت مشکل کام ہے جو لوگ چھان بین کی زحمت اُٹھائے بغیر قلم اٹھاتے ہیں وہ اس فن کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ میں عنوان بالا کے تعلق سے حکیم اجمل خان مرحوم سے متعلق پیدائش و وفات کی چند متخالف و متضاد تحریریں پیش کرتا ہوں جو مضحکہ خیز بھی ہیں اور افسوسناک بھی۔ اس کے بعد اصل موضوع زیر بحث آئے گا۔

مسیح الملک حکیم اجمل خان ہندوستان کے اُن چند افراد میں سے تھے جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ آں مرحوم کی ناگہانی موت ملک کا ایک عظیم اور ناقابلِ تلافی نقصان تھا۔ جس پر ملک اور بیرونِ ملک کے اخبارات و جرائد نے اداریے لکھے مختلف اداروں نے تعزیتی قرار دادیں پاس کیں اور رہنمایانِ ممالک نے خراجِ عقیدت پیش کئے لیکن سخت حیرت کا مقام ہے کہ مرحوم کے جانشینوں کی تحریروں میں اپنے عظیم محسن کے سالِ وفات کے بارے میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس افسوسناک اور متضاد تحریروں سے پہلے مسیح الملک کی تاریخ پیدائش میں سنہ ہجری سے سنہ عیسوی کے تطابق کی بدترین مثال ملاحظہ ہو۔

حکیم اجمل خان کی تاریخ پیدائش ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ بتائی جاتی ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن سنہ عیسوی سے اس کی مطابقت میں عجیب و غریب گلکاریاں فرمائی گئی ہیں۔ قاضی عبدالغفار "حیات اجمل" میں رقم طراز ہیں "حکیم صاحب ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۳ء کو پیدا ہوئے" صفحہ ۳۱۔ حکیم کوثر چاندپوری "اپنی کتاب حکیم اجمل خان" میں رقم طراز ہیں "۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء کو شریف منزل میں ایک ایسا آفتاب طلوع ہوا" صفحہ ۱۴۲۔ پروفیسر کمال الدین ظاہر فرماتے ہیں "حکیم اجمل خان ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے" میگزین ملاحظہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ کسی ایک ہی تاریخ اور سنہ عیسوی کے مطابق ہوگی۔ کسی شخص کی تاریخ پیدائش کے بیانِ روایت میں تو اختلاف ممکن ہے لیکن سنہ ہجری پر اتفاق کر لینے کے بعد سنہ عیسوی میں اتنا زبردست اختلاف ناقابل فہم ہے۔ حکیم کوثر چاندپوری نے تو ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ کو ۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء کے مطابق لکھدیا ہے۔ حالانکہ ۱۲۸۴ھ کے ماہ شوال کی سترھویں تاریخ کے ۱۸۶۴ء و ۱۸۶۵ء میں تقسیم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان اختلافات کی

تلونی اور ارباب قلم کی بے احتیاطی سے پریشان ہوکر ہم نے گھنٹوں سر کھپایا
تقویمی تطابق کا نتیجہ یوں برآمد ہوا۔

۶ رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۴ھ مطابق یکم جنوری سنہ ۱۸۶۸ء

یکم شوال المکرم سنہ ۱۲۸۴ھ مطابق ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۶۸ء

۱۷ شوال المکرم سنہ ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۱ فروری سنہ ۱۸۶۸ء

اسی طرح قاضی عبدالغفار سے لے کر ہمدانی صاحب تک کی ساری مطابقتیں غلط قرا
قرار پائی ہیں۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم ۱۷ شوال ۱۲۸۴ھ
مطابق ۱۱ فروری سنہ ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے تھے۔

یہ تو مسیح الملک کی تاریخ پیدائش کا ذکر تھا۔ جس کو تقریباً ایک سو پچیس (۱۲۵) برس
عرصہ ہو چکا ہے ستم تو یہ ہے کہ خود مسیح الملک کے جانشینوں کی تحریروں میں آں مرحوم
سنہ وفات کا اختلاف موجود ہے حکیم محمد الیاس خاں مرحوم ناظم مجلس تحقیقات ع
نے "قانون عصری" میں لکھا ہے کہ "مذکورہ بالا اصول اور اسلوب پر آخر سنہ ۱۹۲۷ء کے ا
تا مبارک لمحوں تک مسیح الملک کی قیادت میں ریسرچ کا کام ہوتا رہا جبکہ انھوں نے
جان جان آفریں کو اور اپنا طبی مشن اپنے جانشینوں کو سپرد کیا ہے[۳۲] اب اسی کے
ساتھ مجلس تحقیقات علمی کے ایک اہم رکن زبدۃ الحکماء حکیم کبیر الدین مرحوم کی در
ذیل عبارت ملاحظہ ہو جو کتاب الادویہ کے دیباچہ میں مندرج ہے۔ "اس عہد نا
کے متعلق ریسرچ کا کام اسی وقت سے (۲ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء) شروع کر دیا گیا ا
آخر دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء تک جب کہ بانی مجلس نے داعی اجل کو لبیک کہا، تقریباً ڈھا
برس کے عرصے میں بحث و تمحیص اور فکر و نظر کے نتائج کا اچھا خاصا مواد جمع ہو گ
اس عبارت سے واضح ہے کہ مسیح الملک کا انتقال سنہ ۱۹۲۸ء میں ہوا تھا۔ اور ڈھائی سا
کے عرصے" کا اضافہ کر کے سنہ ۱۹۲۸ء کے سال رحلت کو باوزنی بنا دیا گیا ہے، ایسا بھی نہیں